پروفیسر رشید احمد انگوی

مغرب کی تہذیبی سازشیں

برطانیہ میں بیٹھے بٹھائے یہ "حجاب کا مسئلہ" کیوں اٹھ کھڑا ہوا؟ اور وہ بھی اہم ترین وزیر کے جھنڈے تلے؟ بہت اہم سوال ہے۔ مگر اس کا جواب ٹھنڈے اور گہرے غور وفکر کا متقاضی ہے۔ یہ فرنگی سامراج' سامراجی ذہنیت' صلیبی جنون اور اسلام دشمنی جیسے اجزاء سے تیار ہونے والی ایک مرکب کہانی ہے جس کی نشان دہی راقم جیسے تہذیب کے طالب علم نے برطانوی وزیر خارجہ کے پاکستان کے بعض دینی مدرسوں میں ذاتی معائنہ کے لئے ملاقاتوں کے وقت کردی تھی (تعلیمی جرائد میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے)

اصلاً یہ برصغیر پر فرنگی سامراج کا سیدھا سادھا تسلسل ہے' سیاست پر قبضہ' تعلیم کے میدان کی صدیوں پر محیط مرحلہ وار تبدیلیاں' مشرقی اور اسلامی تہذیب کی مرحلہ وار رخصتی اور فرنگیت میں قدم بہ قدم وسعت پذیری کا طویل المیعاد اصولی ایجنڈا جسے تاریخ برطانوی ہندو بعد از تقسیم برصغیر کے حالات و واقعات کے مدد سے اسی طرح دیکھا اور سمجھایا جاسکتا ہے جیسے کسی حیاتیاتی ارتقاء کے مراحل۔ اس مکمل تہذیبی الٹ پلٹ کے کھیل میں استعمال ہونے والے کل پرزوں میں جانشین بیوروکریٹک وارسٹوکریٹ' مشینری اور انگریزی زبان کا تند وتیز طوفان کی طرف بڑھتا ہوا اثر ورسوخ وتقدس کا رجحان جبکہ عربی' فارسی اور آخر میں اردو کا بڑھتا ہوا زوال شامل ہیں۔ بظاہر تو ملک آزاد تھا۔ قائد جو بابائے قوم تھے انہیں صدر مقام سے سینکڑوں میل دور زیارت کی تنہائیوں میں پہنچا دیا گیا جہاں محض زیارت کیلئے حاضری بھی مشکل بنادی گئی۔ کھیل شروع تھا۔ دستور سازی میں ایک یا دوسرے حربے سے تاخیر' یہاں تک کہ غلام محمد اور سکندر مرزا جیسے مہروں کے ذریعے آزادی کے روشن چہرے کو داغ دار کردیا گیا۔ "زبان اور تعلیم" ترجیحی میدان تھے مگر اس طرح کہ قدم لاتعلق اور بے خبر رہے۔ ایسی پالیسی چلائی گئی کہ عربی وفارسی نیز قومی اور علاقائی زبانیں کبھی اہمیت کی حامل نہ بن سکیں اور انگریزی ہر آنے والے دن اہم سے اہم ترین یہاں تک کہ مقدس ترین درجہ حاصل کرلے جو اس

* ڈائریکٹر الخلیل ریسرچ سنٹر 16/G مرغزار اعوان ٹاؤن لاہور

وقت تک حاصل ہو چکا ہے۔قوم کی نرسری کی کایا پلٹ ہو چکی ہے۔ کالجوں میں عربی' فارسی' اردو ادب متروک مضامین کے مقام پر پہنچ چکے ہیں۔ اب قصہ یہ ہے کہ عیسائی اپنے عقیدہ کی بناء پر گلے میں نیکٹائی باندھتے ہیں اور جہاں بھی انگریز گیا زبان کے ساتھ ساتھ نیکٹائی بھی لے گیا' اس یقین کے ساتھ کہ جس غیر عیسائی گردن کے گرد نیکٹائی بندھ جائے گی' اس کی ایمانی اور تہذیبی مزاحمت غیر محسوس طور پر تنزل پذیر ہوتی چلی جائے گی اور وہ نوبت آج پہنچ چکی ہے۔ جس قرآن میں اعلان ہے کہ ''نہ تو عیسیٰ کو قتل کیا گیا' نہ پھانسی چڑھایا گیا' بلکہ لوگوں کو شبہ میں ڈال دیا گیا اور عیسیٰ کو تو اللہ نے اوپر اپنی طرف اٹھالیا''۔ اسی قرآن پر ایمان لانے والی مائیں ہر روز صبح سویرے اپنی آنکھ کے تاروں کی گردن پر صلیب کی علامت نیکٹائی باندھ کر سکول کالج اور دفتر رخصت کرتی ہیں اور مجال جو کسی کو دھیان بھی آئے کہ میں کیا کر رہی ہوں یا نیکٹائی باندھنے والا گریڈ بائیس کا افسر تک کبھی سوچ سکے کہ میں غیر محسوس طور پر کسی ''تہذیبی سازش'' کا شکار ہو چکا ہوں۔ اس لئے کہ عالمی تہذیب' بین الاقوامی لباس اور نہ جانے کن کن ڈھکوسلہ اصطلاحات کی مدد سے ایک بہت بڑا تہذیبی معرکہ مار لیا گیا مگر اتنی دانش مندی سے کہ دشمن کو ہوش نہ آنے پائے۔ ٹھیک وہی طریقہ جو آپ کسی بھی جان دار مخلوق کو قابو کرنا چاہیں تو احتیاط کے پورے نظام کے ساتھ مقصد حاصل کرتے ہیں۔ اس کے نتائج کیا برآمد ہوئے۔ انسانی ضمیر کو مردہ کرنے کے حوالہ سے علامہ کا فرمان ہے: ''گرچہ مکتب کا جوان زندہ نظر آتا ہے۔ مردہ ہے مانگ کے لایا ہے فرنگی سے نفس'' اور ''آہ مکتب کا جوانِ گرم خون۔ ساحرِ افرنگ کا صید زبوں'' حضرت علامہ کے اس شعر کا ترجمہ تو کر دیکھئے' ساری بات واضح ہو جائے گی۔

لاریب کہ جادو گر نے سر چڑھ کر جادو کیا اور علمبردارِ توحید امت کے فرزندوں اور نئی نسلوں کے باپوں' دادوں' چچاؤں' ناناؤں وغیرہ چھوٹے بڑے سب کی گردنیں پہلے ظاہری اور پھر باطنی' یا پہلے باطنی اور پھر ظاہری طور پر یوں قابو کیں کہ اب گردن اس تہذیبی غلامی سے آزاد کرانا کار دِ دارد ہے' طوق غلامی میں گردن کو سکون ملتا ہے' اور اسے برا بھلا کہنے والا خود برا لگتا ہے مگر موقعہ خود ہی پیدا ہو گیا ہے۔ اگر صدیوں بعد اچانک یہ 'اعلان حق' لندن سے بلند ہوا کہ مسلمان عورتیں حجاب سے آزادی حاصل کریں تو دین اسلام کے ایک ادنیٰ کلمہ گو کارکن کی جانب سے امت مسلمہ سے یہ درخواست کیوں کر جائز نہ ہوگی کہ ''عالم اسلام کا کوئی کلمہ گو مسلمان اپنے گلے کو نیکٹائی سے نہ باندھے'' نیکٹائی صلیبی مذہب والوں کے گلے میں سجتی ہے' قرآن پاک کے ہر ہر لفظ کی صداقت پر ایمان لانے والوں کے گلے پر نہیں سجتی۔ بات کڑوی ہے مگر آزادی اور غلامی میں فرق ''ذوق'' (Taste) کا ہی ہوتا ہے۔ علامہ نے ''ذوق غلامی'' کو کس طرح بیسوں اشعار میں سمجھایا ہے۔ آج اگر برطانوی وزیر برطانوی معاشرے میں برقعہ کا استعمال عدم توافق سمجھتا ہے تو اسلامی دنیا میں مسلمان عورت کا سر نہ ڈھانپنا اور مسلمان کے گلے پر پھانسی کے پھندے کی علامت نیکٹائی کا بندھنا بھی

''عدمِ توافق'' کا مسئلہ ہے۔ ''صدیوں کی غلامی'' نے اگرچہ ''بدذوق'' بنا ڈالا اور حقیقی تہذیب کی جانب واپس اسی طرح مشکل اور صبر آزما ہے جس طرح کسی بھی نشئی کو نشے کی لت سے نکالتے وقت دیکھنے کو ملتی ہے۔ لیکن آخر کو تو مغربی تہذیب کے نشے میں مست اسلامیوں اور مشرقیوں کو نکالنا ہے تو بے شک بُرا بن کر بھی' پاگل' کند ذہن' دقیانوسی' بلکہ دہشت گرد کہلوا کر بھی برائی سے نجات دلانا پڑے گی۔ مشکل کام مشکل سے ہی ہوتے ہیں۔ اگر برطانوی وزیروں میں اتنا ''ایمانی اور تہذیبی حوصلہ'' ہے تو مسلمانوں میں کیوں نہیں ہوسکتا۔ اور مغربی دنیا میں تو گزشتہ پندرہ بیس سال میں کئی غیور مسلمان بیٹیاں عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹا چکی ہیں۔ وقت کا تقاضا ہے' طویل تہذیبی جنگ مسلط کرنے والے مغرب کا' تادیر ہی سہی'' ''تہذیبی چیلنج'' قبول کیا جائے۔ وہ برقعے اتروانا چاہتے ہیں تو ہم بھی نکٹائیاں اتروائیں' اپنے وطنوں میں بیٹیوں کے ننگے سر ڈھانپنے کی اپیل کریں۔ اس کے لئے کوئی جبر نہیں بلکہ ہوش وحواس اور غور وحوض کر کے ''خود ہی اپنا ذوق تبدیل کر ڈالیں'' اقبال کے رنگ میں اسدؔ نے کہا۔

کی مسلماں نے ترقی جو فرنگی بن کر
یہ فرنگی کی ترقی ہے مسلماں کی نہیں''

ہمارے ہمسایہ عظیم برادر ملک ایران نے لباس کی دنیا میں نکٹائی سے تقریباً (سرکاری سطح پر) آزادی حاصل کرلی ہے۔ اور آپ ان کا ذوق حریت دیکھ ہی رہے ہیں۔ عرب لباس کی شان اپنی ہی ہوتی ہے۔ اور طالبان تو ہیں ہی سراپا باغیان مغرب۔ ہندو بھارت سے من موہن سنگھ کی پگڑی کیا بتاتی ہے؟ مت بھولئے کہ اکیسویں صدی شروع ہوئی تو اس وقت کے عیسائی بابا پوپ جان پال نے ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کیا تھا کہ ''اکیسویں صدی ایشیا کے عیسائی بنانے کی صدی ہے'' اس کے جلد بعد ''جنرل بش'' نے جنگ صلیب کے آغاز کا اعلان کر دیا' اب برطانوی محاذ کے جنگی اور تہذیبی جرنیل اپنا صلیبی فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ ناروے' جرمنی وغیرہ نے اپنے حصے کا ''مخصوص'' کردار ادا کیا ہے۔ ملت ابراہیمی کی روح کو پکارنے کا وقت ہے۔ تیل پر قبضہ' آزادیوں کا چھیننا' گھر گھر تباہی مچانا' اپنے ''عظیم مذہبی رہبر کے فرمان پر عمل درآمد'' کے تشریحی مناظر ہیں۔ علامہ کی روح جب سوال کرتی ہے کہ ''کیا کسی کو پھر کسی کا امتحان مطلوب ہے'' تو ادب سے روح علامہ کو جواب پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ ''ہاں۔ صلیبیوں کو اسلامیوں کا امتحان مطلوب ہے'' ثبوت؟ بغداد' کابل' لبنان' ناروے......!!

آپ اپنے موقر مضامین بذریعہ ای میل بھی بھیج سکتے ہیں

editor_alhaq@yahoo.com